

## جدید سائنس اور اسکا مقصد وجود ( اسلامی نقطہ نظر )

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

سائنس کو مذہب کا حریف سمجھا جاتا ہے لیکن یہ مغض  
غلط فہمی ہے - دونوں کا دائرہ کار بالکل مختلف ہے - اس صدی  
میں قرآن حکیم کر بہت سے بیانات کو سائنس اور تاریخ کی کسوٹی  
پر پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے ، اگرچہ ابھی تک سائنس یا  
تاریخ نے قرآن کرے کسی بیان کو جھੇٹلانے میں کامیابی حاصل نہیں  
کی ہے ، لیکن بالفرض اگر ایسی کوئی صورت سامنے آتی بھی ہے  
تو بھی اسے قطعیت حاصل نہیں ہوتی - وہ مغض تحقیق کی ایک  
منزل ہوتی ہے اور اس کا امکان باقی رہتا ہے کہ تحقیق مزید ہمیں  
اسی منزل تک پہنچا دے جس کی طرف قرآن اپنی مخصوص بلیغ  
زبان میں اشارہ کر رہا ہے -

مذہب کا مقصد شرف انسانیت کا اثبات اور تحفظ ہے - وہ  
انسان کامل کا نمونہ پیش کرتا ہے - سائنس کرے دائرہ کار میں یہ  
باتیں نہیں ہیں نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا سائنس دان انسان کامل  
کھلانے کا مستحق ہو سکتا ہے - اس لیے مذہب اور سائنس کا  
تصادم مغض فرضی اور خیالی ہے - اور اس کا سبب یہ ہے کہ مذہبی

عقائد کی بنیاد عموماً عقل اور منطق پر نہیں ہے ، اس میں بڑا حصہ ایمان بالغیب یا توهہمات یا اساطیر کا بھی پایا جاتا ہے - اسلام نے ایمان بالغیب کو باقی رکھا ہے کیون کہ یہی نظریہ آخرت کی بنیاد بن سکتا ہے مگر توهہمات اور اساطیر کو بالکل بے دخل کر دیا ہے - نظریہ آخرت کو بھی عقل اور منطق کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے ، اس کے سوا معاملات اور معاش کے جتنے احکام ہیں وہ خالصہ عقل پر مبنی ہیں - اسلام واحد مذہب ہے جو تاریخ کی روشنی میں پیدا ہوا ہے ، جس کے رسول ﷺ کی زندگی اور افعال و اقوال کو محفوظ رکھا گیا ہے ، جس کے رسول پر نازل ہونے والی کتاب تحریف سے پاک ہے اور جس مذہب کے پیروں نے ہر دور میں تاریخی شعور کا ثبوت دیا ہے - تاریخی شعور عقلیت کی نفی کے ساتھ نہیں رہ سکتا - اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مذہب اسلام میں وہ عقلیت پسندی موجود ہے جو سائنس کی نشو و ارتقاء کے لیے شرط اول قدم ہے -

اسلام کا تاریخی شعور اس امر سے ظاہر ہے کہ ابتداء ہی سر مسلمانوں نے تاریخی وقائع کو محفوظ رکھنے کا اهتمام کیا اور اسے اصول شہادت (Law of Evidence) کی بنیاد پر فراہم کیا - ان روایات کے سائزہ پانچ لاکھ ناقلين کے حالات نقد و تحصیل کے ساتھ جمع کیے اور متضاد روایات کو پرکھنے کے لیے علم الاصول وضع کیا - اسلام کی زندگی کے ایک هزار برسوں میں جتنا تاریخی سرمایہ ہمیں ملتا ہے وہ دنیا کے کسی دوسرے بڑے مذہب کو نصیب نہیں ہو سکا -

اس تاریخی شعور کا فطری اقتضاء یہ تھا کہ ایک واضح سماجی شعور بھی پیدا ہو۔ اس کا اندازہ اسلام کرے سماجی قوانین کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں جو اصلاحات نافذ کیں وہ ایک نہایت ترقی یافتہ سماجی شعور کا پتہ دیتی ہیں۔ انهوں نے اعلان کیا:

وَاللَّهِ لَئِنْ بَقِيَتِ الْيَوْمُ هَذَا الْعَامُ الْمُقْبَلُ لَا يَحْقُنُ أَخْرَ النَّاسَ بِأَوْلَاهُمْ  
وَلَا جَعْلُهُمْ رِجَالًا وَاحِدَةً۔

خدا کی قسم اگر میں آنے والے سال تک زندہ رہ گیا تو آخری آدمی کو پہلے سر ملا دوں گا اور تمام انسانوں کو ایک جیسا بنا کر چھوڑوں گا۔

دوسرے موقع پر حضرت عمر نے فرمایا:

وَاللَّهِ لَئِنْ سَلَمْنَى اللَّهُ لَأُدْعُنَ أَرَامِلَ أَهْلَ الْعَرَاقِ لَا يَحْتَجُنَ إِلَى أَحَدٍ  
مِنْ بَعْدِي أَبْدَا

خدا کی قسم اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو عراق کی بیواؤں کو اس حالت میں چھوڑ جاؤں گا کہ وہ میرے بعد ہر گز کسی کی دست نگر نہ رہیں۔

عہد حاضر کے نظامہائے حیات میں سماجی تحفظ (Social Security) کی اس سے زیادہ کون سی ضمانت دی گئی ہے؟ تاریخی اور سماجی شعور کسی قوم میں اتنا ترقی یافتہ ہو اور سائنسی شعور موجود نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لیے اسلام اپنے سیاسی انتشار کے دور میں بھی کبھی عقلیت اور سائنس کا حریف نہیں رہا۔ قرآن کریم کی پہلی وحی کا پہلا لفظ ”اقرأ“

ہر یعنی پڑھ۔ مگر اس کو آگئے وہ بات ہے جو جدید مغربی سائنسی فکر کو نہیں بھاتی ، یعنی « باسم ربک الذی خلق » - یہیں سے اسلامی مذہبی فکر اور مغربی سائنسی فکر کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے اور یہ فاصلہ پڑھتے پڑھتے بعد المشرقین میں تبدیل ہو جاتا ہے -

ہمارے قدیم علماء اور مفسرین بھی جب اولیات تخلیق سے بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا - قرآن قلم کی حرمت کی قسم کھاتا ہے « نَ وَالْقَلْمَنِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۚ ۱ - ۶۸ ۚ ۲ ) اور قلم کو وسیله علم سمجھتا ہے ، « عَلَمَ بِالْقَلْمَنِ ۚ ۳ - ۹۶ ۚ ۳ ) اور علم وہ ہے جو سب سے پہلے آدم کو ودیعت کیا گیا اور جو اس کو لیج اشرف المخلوقات ہونے کا سبب بنا - « وَ عَلَمَ آدَمَ الْأَسْنَاءَ كُلَّهَا ۚ ۴ - ۳۱ ۚ ۵ ) یہ تعلیم خود مبدأ فیاض سے ملی تھی اس لیج انسان کو ملانکہ سے بھی افضل قرار دیا اور کہا کہ ائمَّا أَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُونَ ۚ ۵ - ۳۰ ۚ ۶ ) دوسرے مذاہب میں طاقت کے مختلف مظاہر کو دیوتا کہا جاتا ہے اور انسان سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان کو سجدہ کرے - یہاں فرشتوں کو ( جو بمنزلہ دیوتا ہیں اور لفظ ایل بمعنی اللہ جن کے نام کا جز ہے ) حکم دیا جاتا ہے کہ انسان کے سامنے سجدہ ریز ہوں - « وَإِذْ قُلْنَا لِلْمُلْكَيْكَةَ اسْجُدُوا لِآدَمَ ۖ سَاجْدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۝ أَبَلَى وَاسْتَكْبَرَ ۝ وَكَانَ مِنَ الْكَفَرِينَ ۝ ۶ - ۳۳ ۝ ۷ ) ابليس نے سجدہ کرنے سے استکبار کرے سبب انکار کیا ، یعنی وہ فرشتوں کو انسان سے افضل مسانئے والوں میں سے تھا ، اس لیج اسے ابد تک کھے لیج مظہر شر و فساد قرار دیا گیا - اس لیج کے خیر و

صلاح انسانی عظمت کا اعتراف کرنے ہی میں ہے - اس سے زیادہ عقلی اور سائنسی رویہ کیا ہو سکتا ہے ؟ علم چونکہ شرف انسانیت ہے اس لیے اس کا احترام بھی واجب قرار دیا گیا - یعنی ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر خود علم حاصل نہ کر سکتے تو علماء سے محبت اور ان کا احترام کرے - اور علم کی پانچ مدارج مقرر کیجئے -

اول العلم الصمت والثانی الاستماع والثالث الحفظ والرابع العمل  
والخامس نشرہ -

جدید اصطلاح میں علم Science ہی کو کہتے ہیں - اس سے یہ سمجھنا غلط ہو گا کہ علم کرے بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ صرف علم دین تک محدود ہے - علمائے قدیم نے تمام علوم کو سمیٹ کر دو خانوں میں بانٹ دیا - ایک کو وہ منقول کہتے ہیں جس کا تعلق تاریخی شعور سے ہے - دوسرے کو معقول کہا جاتا ہے جس کی بنیاد عقلیت پسندی پر ہے - مشہور مقولہ ہے ، العلم علمان عالم الادیان و علم الابدان - یعنی علم کی دو قسمیں ہیں Physics اور Metaphysics - ان میں سے کسی کو کمتر بتایا گیا ہے نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی گئی ہے - لیکن اسلامی سائنسی فکر نظریہ بھی ہے کہ علم کی ان دونوں شاخوں کو ایک وحدت کرے رہا میں دیکھا جائے ، نہ ان کو ایک دوسرے سے بے کاہ سمجھا جائز نہ ان میں سے کسی کی نفی کی جائے - مغربی سائنسی فکر نے Physics اور Metaphysics کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی عقائد سے عقلیت معدوم ہو گئی اور سائنس عقیدے سے محروم ہو گئی - ریاضی اور الجبرا میں بال کی کھال

کہینچنے والی قوم آج بھی تسلیت میں وحدت ، پر ایمان رکھتی ہے ،  
چاہرے ریاضی لا کہ سر پشک کہ تین ایک اور ایک تین کیسر ہو  
سکتے ہیں ، مگر انہوں نے بنایا کر دکھا دیا ۔

اسلام میں بالکل ابتدا ہی سر حفظ روایات کا اہتمام ہوا ، بھر  
تدوین و تحقیق شروع ہو گئی ، اور اصول و کلیات وضع ہونے لگئے ۔  
حضرت علیؑ نے ابوالاسود الدؤلیؑ کو عربی زبان کی قواعد لکھنے  
پر مامور کیا تو یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا ۔ عہد بنی امیہ  
کر آغاز ہی میں علم الکیمیا خاصی ترقی کر چکا تھا ۔ یزید بن ابی  
سفیان کو کیمیا سازی کا شوق تھا اور کشیر بھونکنے کے لیے اس نے  
متعدد قسم کے تیزاب ایجاد کر لیے تھے ۔

اسلام ترقی علوم کے خلاف نہیں تھا ، اسی لیے عہد عباسی میں  
دارالحکمة فائم ہوا ۔ سنسکرت اور یونانی اور فارسی سے طب ،  
فلسفہ اور ملٹھ کی کتابوں کے تراجم ہونے لگئے ۔ سائنس کی ترقی سے  
اسلام کو کوئی خطرہ نہیں تھا اس لیے کہ قرآنؐ نے خود بار بار  
دعوت دی ہے کہ اپنے نفس میں غور کرو ” وَقَوْنَاقِهِ أَفَلَا  
تُبَصِّرُونَ ۝ ۲۱ ۔ ۵۱ ) ”مظاہر کائنات میں غور و تدبیر سے کام لو ۝ ”  
أَفَلَا يَنْظَرُونَ إِلَى الْاِيْلِ ۝ کیفَ حُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كیفَ رُفِعَتْ ۝ ۸۸ ۔

۱۸ ۔ ۱۸ ) پھر اس پر غور کرو کہ جو شے عدم سے وجود میں  
آئی ہے کیا وہ پھر وجود سے عدم میں نہ جائز گی اور جو اسے ایک  
بار لباس وجود دے سکتا ہے کیا اسے یہ قدرت حاصل نہیں  
ہے کہ وہ بوسیدہ ہڈیوں میں پھر جان ڈال دے ۔ غرض تفکر فی  
الکائنات اور حکمت تکوین میں تامل و تدبیر قرآنؐ کی اساسی تعلیم

ہر - جتنا کائنات کے اسرار سے بردے اٹھاتے جاؤ گے اللہ کا خوف اپنے دل میں زیادہ پاؤ گے ۔ « إِنَّمَا يَخْشَىُ اللَّهَ مِنْ عِبَادِ الْعَالَمَاءُ » ( ۲۵ ) عیسائیت نے سائنس کی مخالفت اس لیے کی تھی کہ وہ اسلام کی طرح حکمت تکوینی میں غور کرنے کی دعوت نہیں دیتی تھی - اسے اپنی بنیادیں متزلزل ہوتی نظر آئیں تو اس نے سائنس کی مخالفت میں محاذ قائم کر لیا اور چونکہ اس کی بنیاد عقلیت پسندی پر نہیں تھی اس لیے سائنس سے اسے شکست کھانی پڑی - آخر سمجھوتہ اس پر ہوا کہ علوم طبیعتیات Physical Sciences سے خدا کو بے دخل کر دیا جائے - تم اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش - اسلام نے کبھی عقلیت کی نفی نہیں کی اور طبیعتیات و مابعد الطبیعتیات کے رشتے کو جوڑے رکھا ۔ اس کی بہترین مثال یہ واقعہ ہر کہ جب حضرت ابراهیم بن محمد ﷺ کا انتقال ہوا اتفاق سے اسی دن سورج گھن بھی ہو گیا ۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ ابراهیم کی وفات کے باعث ہوا ہے ، صدمیں سے سورج کا کلیجا بھی شق ہو گیا ہے ۔ ایک بیڑھی لکھی قوم کے عقیدت مندوں کو اس عقیدے پر اور بھی راسخ کر دینا کچھ دشوار نہ تھا ۔ ادنیٰ درجہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر خاموش رہتے ، نہ ان کی تائید کرتے نہ تردید ۔ مگر آپ نے فرمایا :

إِيَّاهَا النَّاسُ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتٌ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفُانَ  
لَمْوَتْ أَحَدٌ وَلَا لِحِيَاةٍ أَحَدٌ فَإِذَا رأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزِعُوْا إِلَى الْمَسَاجِدِ - وَ  
دَعَّمْتُ عَيْنَاهُ

لوگو ! چاند سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ، یہ

کسی کی موت یا زندگی بر نہیں گھسناتر ، جب تم ایسا دیکھو تو  
مسجدوں میں جاؤ ( عبادت کرو ) یہ کہترے ہوئے آپ کی آنکھیں  
ڈیڈبا گئیں -

اس روایت میں بھی « فافزعوا الی المساجد .. کر الفاظ طبیعتیات  
و ما بعد الطبیعتیات کر رشتہ کی گواہی دے رہے ہیں - مسلمان کسی بھی  
علوم سے بدکر نہیں - یونانی فلسفہ کے عربی تراجم نے بہت سے  
عقائد بر کاری ضرب لگائی اور علماء کو لا یعنی بحثوں میں الجھا  
لیا ، تب بھی انہوں نے یونانی علوم پر اپنا دروازہ بند نہیں کیا ، بلکہ  
ان فلسفیوں کے نظریات کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا اور یونانی  
فلسفیوں کو مجبور کر دیا کہ وہ افلاطونی نظریات پر نظریاتی کریں -  
یونانی فلسفیہ عقیدے کی جڑ کائنات تھا ، مسلمان علماء نے اس کا  
مقابلہ کرنے کے لیے علم الكلام ایجاد کیا ، جو عقیدے کے اثبات کرے  
ساتھ حیات و کائنات کے مسائل پر بحث کر سکتا ہے -

اسلام کا نظریہ حیات و کائنات اس کی اجازت نہیں دیتا کہ  
طبیعتیات کو ما بعد الطبیعتیات سے یا دوسرے لفظوں میں مادے کو  
روح سے علیحدہ کر کر دیکھا جائے - علم کی غایت عرفان ہے اور  
انسان کی حد تک عرفان کی منزل اعلیٰ عرفان نفس ہے ، اس کا  
مظہر خشیت ہے اور خشیت قساوت قلبی کی ضد ہے - آج  
انسانی معاشرے میں جو قساوت ( Callousness ) نظر آ رہی ہے اس  
کا سبب یہی ہے کہ جدید صنعتی و سائنسی معاشرت سے خوف خدا  
رخصت ہو گیا ہے - اسلامی نظریہ سے اگر سائنس کا استعمال کیا  
جاتا تو وہ خشیت پیدا کرتا - انما يخشي الله من عباده العلماء کا

یہی مفہوم ہر اور بعض مفسرین ایک قرآنی یوں بھی کرتے ہیں :  
 آتما یخشی اللہ و من عبادہ العلماء ( یعنی اللہ اپنے بندوں میں سب  
 سے زیادہ علماء کا لحاظ کرتا ہے )

اسلام کے پاس ایک بہت قیمتی سرمایہ ہے جسے چھوڑ کر وہ  
 کچھ بھی نہیں رہ جاتا۔ وہ ہر نظریہ آخرت یا "بعث" بعد  
 الموت "اس کی بنیاد یہ ہے کہ وہ زندگی میں کسی مقصد اور  
 غایت پر یقین رکھتا ہے۔ اعمال کا حساب اسی کو دینا ہو گا  
 جو کسی کام پر مامور کیا گیا ہوا۔ مغربی مادی تہذیب نہ  
 زندگی کا کوئی مقصد سمجھتی ہے نہ غایت اس لیے اس کے ہان  
 کوئی حساب کتاب بھی نہیں ہے۔ وہ تو کائنات کو  
 اتفاقات کا ایک لا متناہی سلسلہ مانتی ہے۔ کیچھ میں رینگٹر والا  
 کیڑا اور خلا تک جانے والا انسان، زندگی میں دونوں برابر کے  
 شریک ہیں۔ رینگٹر ہونے کیزے ترقی کر کے پرندے اور چوپائی  
 بن گئے، چوپائیوں میں سے ایک قسم بندر بن گئی دوسری انسان۔  
 ہر جاندار اپنے ماحول میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہے اور  
 بقا کے لیے مسلسل جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔ اس نظریہ کی رو  
 سے انسان کا خود کو اشرف المخلوقات کہنا اپنے منہ میان مٹھو  
 بنتا ہے۔ انسان سے زیادہ جمہد للبقا میں کامیاب وہ رینگٹر والی  
 کیڑے ہیں جو کروڑوں برس سے ایک سی حالت میں زندہ ہیں،  
 خواہ کیچھ میں پڑے ہیں مگر انسان سے زیادہ مطمئن ہیں۔  
 مغربی نظریہ حیات میں انسان ایک یہ دم کا لنگور ہے جو ایک  
 یہ مقصد زندگی گذارنے کے لیے اسی طرح پیدا ہوا ہے جیسے مکہمی،

مچھر، جھینگر اور کیچوے پیدا ہوئے ہیں۔ اشرفیت اور افضلیت کہاں سر اگئی؟ جب جهد للبqa میں سب برابر ہو گئے تو احترام انسانیت کا نظریہ بھی باطل ہو گیا۔ مگر قرآن بار بار عظمت انسانیت کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زندگی ایک اتفاقی عمل نہیں ہے، اس کا کوئی عامل ہر جو خالق ہے، رب ہے، رازق ہے، محی ہے، ممیت ہے، قادر ہے، غیرہ۔ اس نے انسان کو کسی مقصد سے پیدا کیا ہے، «أَفَحَسِّيْتُمْ أَنَّا خَلَقْنَاكُمْ كُمْ عَيْنًا وَأَنْكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجِعُونَ» (۲۳ - ۱۱۵)۔ وہ زندگی کے اعمال کا حساب لے گا۔ اس نے انسان کو شرف و کرامت کرے ساتھ پیدا کیا ہے، «وَلَقَدْ كَرَمْنَا بَنَى آدَمَ» (۱۰ - ۱۷)۔ اُسر اپنے اوصاف سے متصف کیا ہے، «وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِيْ» (۱۵ - ۲۹) اور دوسری مخلوقات کے مقابلے میں بہترین قوام سے انسان کو اٹھایا ہے، «لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ» (۹۵ - ۳) انسان کے اعمال اسر شرف و فضیلت کا حقدار بنا دیتے ہیں، «إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَقْنَاكُمْ» (۳۹ - ۱۳) اور اچھے اعمال ساری کائنات کی اصلاح اور احترام انسانیت کی بقا کے ضامن ہوتے ہیں۔ اس لیے اصلاح بھی وہ معتبر ہے جس کا مقصد احترام انسانیت ہو۔ یہودیوں پر جو فرد جرم قرآن میں عائد کی گئی ہے اس میں قتل انبیاء و رسول اور تحریف صحف سماوی کے ساتھ ہی سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ اصلاح کرے نام پر فساد پیدا کرتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں، «وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّا نَحْنُ مَصْلِحُونَ أَلَا أَتَهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ» (۱۱ : ۲) (۱۲)

آج کی دنیا میں دو بڑے انقلاب آئے ہیں۔ ایک سماجی علوم کی سطح پر اشتراکیت کا فلسفہ دوسرے سائنسی علوم میں نظریہ اضافیت اور ایشم کی دریافت۔ دونوں کر مسجد دو یہودی ہیں کارل مارکس اور آٹھ اسٹائین۔ اشتراکیت نے انسانی سماج سے خدا کو بے دخل کرنے میں ایڈی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے، وہ صرف مادی زندگی میں یقین رکھتی ہے، اس کے نزدیک ماورائے مادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ انسانیت پر اس کے مضر اثرات کا جائزہ لینا اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ ایشم کی دریافت نے بکترت ایسے تباہ کن ہتھیار بنا کر رکھ دیے ہیں کہ اگر ان میں سے چند بھی استعمال ہو گئے اور کسی محوری جگہ پر گرا دیے گئے تو یہ زمین اپنے مدار سے سرک جائے گی، جس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ اس نظام شمسی سے نکل کر پاش پاش ہو جائے گی۔ اب بتائیے کہ یہ اصلاح کر نام پر فساد ہے کہ نہیں؟

آج سائنس کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اُسے کوئی مقصد اور غایت مل جائے، ورنہ اس کی زندگی بہت مختصر ہے۔ اتنے بہت سے اسباب ہلاکت فراہم ہونے کے بعد بھی یہ توقع کرنا کہ دنیا اسی طرح چلتی رہے گی اور سائنس یوں ہی نئے آفاق کا کھوج لگاتی رہے گی جنت الحمقاء میں رہنے کے متادف ہے۔ امن عالم کی بقا کے لیے کھوکھلے نعرے، کانفرنسیں، ترک اسلحہ کے وقتی معاهدے، غیر جانب داروں کا گٹھ جوڑ، یہ سب کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اصل ضرورت یہی ہے کہ طبیعت و مابعد الطبیعت کے درمیان کھنچی ہوئی دیوار کو گرا بنا جائے، مذہب کو عقل سے کچھ

مزید روشنی ملے گی اور عقل کو مذہب سے کچھ گداز حاصل ہو گا  
ورنہ ساری انسانی اقدار ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں  
گی اور سیاست و قیادت صرف تسلیک کر ہاتھوں میں رہ جائز گی -  
اور ظاہر ہے کہ اس کارزار حیات میں شک ہمیں دو قدم بھی  
ساتھ لے کر نہیں چل سکتا -

مغرب میں مادیت کی بڑھی ہوئی لے بھی ایک رد عمل ہے اس لیے  
کہ ان ملکوں کو صدیوں تک مطالعہ فطرت سے محروم رکھا گیا - جب  
انہوں نے چرخ سے بغاوت کر کر فطرت کا مطالعہ شروع کیا تو اپنی  
سائنسی فکر سے عقیدے کو بے دخل کر دیا ، اس طرح گویا  
«نظریہ وجود» و وجودیت ہی بالکل النا ہو گیا - مادی فلسفہ میں  
وجود کچھ بھی نہیں یہ ایک بے حقیقت موہوم اور متغیر مظہر ہے -  
مادی اور کائنات میں حرکت ایک میکانکی عمل ہے جس کا کوئی  
عامل نہیں ، اس لیے وہ بے مقصد بھی ہے - اسلام نے زندگی اور موت  
دونوں کو بامقصد بتایا ہے -

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَلْتُوكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً ۔ ۔ ۔ (۲۶ - ۲)

اگر کائنات کی علت کون حرکت مادی ہو تو وجود خداوندی کا  
اثبات کون سی منطق سے ممکن ہے ؟

اس لیے مغربی تہذیب میں جو کچھ بچا کھہا تصور الوهیت ہے  
وہ بھی سراسر بے بنیاد ہو جاتا ہے - جب مادی کو حقیقت اعلیٰ مان  
لیا گیا تو اس کے مساواراء جو کچھ ہے وہ لازماً باطل ہوا - روح بھی  
ماوراء مادہ ہے لہذا وہ بھی باطل ہوئی - «حق» کا کوئی تصور  
مادی سے جدا ہو کر ممکن ہی نہیں رہا -

جب روح اور نفس باطل ہو گئے تو ان پر جو انکشاف ہو گا اسے  
کیسے حقیقت مانا جا سکتا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم خود  
اپنے وجود کی نفی کر رہے ہیں - عقل بھی مادی علتوں کا ایک  
غیرموثر معلول ہے - یہ بے اثر معلول ایک ازلی وابدی حقیقت اعلیٰ کا  
راز دار کیسے بن سکتا ہے ؟

نفس اور عقل کوئی مادی شے نہیں ہیں مگر یہ مادی جسم  
میں پیدا ہو رہی ہیں - سوال یہ ہے کہ مادہ کوئی غیرمادی شے  
کیسے پیدا کر سکتا ہے - سائنس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں -  
مادی کی میکانکی حرکت نر جسم میں تو جان ڈال دی ، لیکن یہ  
عقل کھاں سے آئی ؟ قرآن کریم پاس اس کا سیدھا سا جواب موجود

ہے -

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيِّ (۱۵ - ۱۵) وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِيِّ

(۱۶ - ۲۹) وَتَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوِرِيدِ -

اس کے مان لینے سے سائنس کے نظریات تلپٹ نہیں ہو جاتے -  
انہیں ایک مضبوط فکری اور مابعد الطبيعیاتی بنیاد مل جاتی ہے -  
جدید سائنس یہودیت اور عیسائیت کے ہاتھوں میں پڑ کر انسان کے  
لیے ہی نہیں سارے نظام کائنات کے لیے ایک زبردست خطرہ بن گئی  
ہے - یہاں سے مسلمان علماء کا قصور شروع ہوتا ہے -

اسلام ہی وہ مذہب تھا جو سائنس کو ایک اعلیٰ اور ارفع  
مقصد و غایت دے سکتا تھا - اور مسلمان ہی اسے اصلاح فی الارض  
کا وسیلہ بنا سکتے تھے - اگر مسلمان علماء نے اجتہاد فی العلوم کے  
دروازے بند نہ کر دیے ہوتے اور علم الادیان کے ساتھ ہی علم الابدان

کو بھی لئے کر چلے ہوتے تو سائنس ایسی گم کردہ راہ نہ ہوتی جیسی  
کہ آج ہے - یہ جو کچھ زرق برق ایجادیں ہیں یہ سب ہوتیں ، بس  
ان کا مقصد اور مصرف مختلف ہوتا - اسلام اور سائنس کی ترکیب  
و امتزاج سے دنیا کو توحید کا بھی ایک سائنسی تصور مل سکتا تھا  
اور آخرت کا بھی - سائنس کی زندگی بھی زیادہ طویل ہوتی اور  
اس سے صالح انسانوں کا وہ طبقہ پیدا ہوتا جسے زمین کا وارث کہا  
گیا ہے -

لیکن ماضی تمنائی کرے ان صیغوں میں گفتگو کرنے سے کیا ہوتا ہے  
سائنس اپنے راستے پر آگئے نکل گئی ہے اور مسلمان اپنے خواب  
خرگوش میں مست ہیں - نقصان انسانیت کا نہیں پوری کائنات کا  
ہو رہا ہے - ایک سوچنے والا باشعور ذہن سب سے زیادہ کرب واذیت  
میں مبتلا ہے - وہ نہ سائنس کو بغیر تصور حقیقت اعلیٰ کرے مان سکتا  
ہے اور نہ حقیقت اعلیٰ کرے کسی غیر سائنسی تصور پر قناعت کر  
سکتا ہے -

